

## آخری عشرہ کی فضیلت اور لیلۃ القدر

### آخری عشرہ کی فضیلت اور لیلۃ القدر

الحمد لله رب العالمين وصلى الله على النبي الاميين محمد وعلى آله وصحبه اجمعين : وبعد :

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں عبادت اور اطاعت پوری کوشش سے کیا کرتے تھے جو باقی مہینوں کی بنسبت زیادہ ہوا کرتی تھی اس کا بیان احادیث میں کچھ یوں ملتا ہے :

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ :

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آخری عشرہ میں اتنی کوشش کیا کرتے تھے جتنی دوسرے دنوں میں نہیں کرتے تھے - صحیح مسلم حدیث نمبر ( 1175 ) -

اور اس کوشش میں یہ شامل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے اور اس میں لیلۃ القدر کی تلاش کیا کرتے تھے - دیکھیں صحیح بخاری حدیث نمبر ( 1913 ) صحیح مسلم حدیث نمبر ( 1169 ) -

اور صحیحین میں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ :

( جب آخری عشرہ شروع ہو جاتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات بھر بیدار رہتے اور اپنی کمرکس لیتے اور اپنے گھروالوں بھی بیدار کرتے تھے ) صحیح بخاری حدیث نمبر ( 1920 ) صحیح مسلم حدیث نمبر ( 1174 ) مسلم کی روایت میں جد کے الفاظ زیادہ ہیں -

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے الفاظ " شد مئزره " عبادت کی تیاری اور عبادت سے زیادہ عبادت کی کوشش سے کنایہ سے ، اور اس کا معنی عبادت میں تیزی ہے -

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ عورتوں سے علیحدگی اور جماع ترک کرنے سے کنایہ ہے -

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قول " احيا الليل " کا معنی ہے کہ رات کو نماز وغیرہ کے لیے بیدار رہا کرتے تھے -

ایک اور حدیث میں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی ثابت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں :

( مجھے یہ علم نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی بھی ایک ہی رات میں پورا قرآن مجید پڑھا ہو یا پھر صبح تک قیام ہی کرتے رہے ہوں ، اور رمضان المبارک کے علاوہ کسی اور مکمل مہینہ کے روزے رکھے ہوں ) سنن نسائی

حدیث نمبر ( 1641 ) -

لہذا ان کے قول احیا اللیل یعنی رات بیدار رہا کرتے تھے کو اس پر محمول کیا جائے گا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کا اکثر حصہ بیدار رہتے تھے ، یا پھر اس کا معنی یہ ہوگا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عشاء اور سحری وغیرہ کو نکال کر ساری رات قیام کرتے تھے ، تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ رات کا اکثر حصہ بیدار رہتے تھے -

قولہا : " وایقظ اہلہ " یعنی قیام اللیل کے لیے اپنی ازواج مطہرات کو بھی بیدار کیا کرتے تھے ، یہ تو معلوم ہی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھروالوں کو سارا سال ہی جگایا کرتے تھے ، لیکن یہ صرف رات کے کچھ حصہ میں قیام کے لیے ہوتا تھا -

صحیح بخاری میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات بیدار ہوئے اور فرمانے لگے :

( سبحان اللہ آج رات کیا فتنے اتارے گئے ! کیا خزانے نازل کیے گئے ہیں ! ان کمروں والیوں کو کون جگائے گا ؟ دنیا میں بہت سی لباس والیاں آخرت میں بے لباس ہونگی ) صحیح بخاری حدیث نمبر ( 1074 ) -

اور ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب وتر پڑھنا چاہتے ہو عشاء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بیدار کیا کرتے تھے - دیکھیں صحیح بخاری حدیث نمبر ( 952 ) -

لیکن رمضان کے آخری عشرہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی گھروالوں کو باقی سارے سال کی بنسبت زیادہ جگایا کرتے تھے -

نبی صلی اللہ علیہ کا یہ فعل اپنے رب کی اطاعت اور اوقات کا لحاظ اور فضیلت والے دنوں کے اہتمام پر دلالت کرتا ہے -

لہذا مسلمان پر ضروری ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء اور پیروی کرے اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی اس کے لیے آئڈیل اور قدوہ و اسوہ ہیں اور مسلمان کو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کوشش اور اہتمام کرنا چاہیے ، اور اسے چاہیے کہ وہ ان دنوں اور راتوں کے اوقات کو ضائع نہ کرے ، اس لیے کہ کسی بھی شخص کو یہ علم نہیں کہ دوبارہ یہ دن اسے نصیب ہونگے یا نہیں ؟

ہوسکتا ہے آئندہ رمضان سے قبل ہے لذتوں اور راحتوں کو ختم کرنے والی موت آدبوجے جو سب جماعتوں کے بکھیر کر رکھ دیتی ہے ، اور پھر یہ بات تو یقینی اور اظہر من الشمس ہے کہ جب کسی شخص کی زندگی ختم ہو جائے اور اس کا وقت آپہنچے تو اسے موت آدبوجتی ہے ، اور پھر اس وقت کسی بھی قسم کی کوئی ندامت کام نہیں آتی -

اس عشرے اور دنوں کی فضیلت اور خصوصیت اور باقی دوسرے دنوں سے امتیازی حیثیت یہ بھی ہے کہ اس میں ایک

ایسی رات پائی جاتی ہے جو ہزار مہینوں سے بھی زیادہ بہتر اور افضل ہے -

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اس کا ذکر کچھ یوں فرمایا ہے :

{ حم ، اور کتاب مبین کی قسم ، یقیناً ہم نے اس ( قرآن ) کو بابرکت رات میں نازل فرمایا ہے ، یقیناً ہم ٹرانے والے ہیں ، اس رات میں ہر حکمت والے امر کا فیصلہ کیا جاتا ہے ، ہماری جانب سے ہی حکم ہوتا ہے ، یقیناً ہم ہی رسول بھیجنے والے ہیں ، تیرے رب کی رحمت ہے بلاشبہ وہ اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے { الدخان ( 1 - 6 ) -

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے قرآن مجید کو ایسی رات میں نازل فرمایا جسے رب العالمین نے بابرکت فرمایا اور اسے برکت والی رات کا نام دیا ہے ، سلف صالحین کی ایک جماعت جن میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ، قتادہ ، سعید بن جبیر ، عکرمہ اور مجاہد وغیرہ رحمہم اللہ جمیعاً شامل ہیں سے یہ صحیح طور پر منقول ہے کہ جس رات میں قرآن مجید نازل کیا گیا وہ لیلة القدر ہی ہے -

اللہ تعالیٰ کا فرمان : { اس میں ہر حکمت والا امر کی تقسیم ہوتی ہے } کا معنی ہے کہ : یعنی اس رات میں مخلوق کی پورے سال کی مقادیر مقدر کی جاتی ہیں ، لہذا یہ لکھا جاتا ہے کہ اس سال میں کسے موت آئے گی اور کون پیدا ہوگا ، کون ہلاکت سے دوچار ہوگا اور کسے نجات اور کامیابی ملے گی -

کون سعادت مندوں کی شامل ہوگا اور کسے شقاوت و بدبختوں میں شمولیت ملے گی ، کون ہے جسے عزت و مرتبہ ملے گا اور کون ہے جسے ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا ہوگا ، قحط اور خشک سالی بھی لکھی جاتی ہے اور اس سال میں جو کچھ اللہ تعالیٰ چاہے سب کچھ مقدر کر دیا جاتا ہے -

لیلة القدر میں مخلوق کی تقدیر لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ ( واللہ اعلم ) کہ لیلة القدر میں لوح محفوظ سے اسے منتقل کیا جاتا ہے -

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہے :

دیکھا جاتا ہے کہ ایک شخص بستر اور چٹائی بچھا رہا ہے اور کھیتی باڑی میں مصروف ہے حالانکہ وہ توفوت شدگان میں شامل ہے -

یعنی لیلة القدر میں یہ لکھا جا چکا ہے کہ یہ شخص فوت شدگان میں سے ہے ، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ اس رات مقادیر فرشتوں کے لیے واضح ہو جاتی ہیں -

اور لیلة القدر کا معنی قدر اور تعظیم والی رات ہے یعنی ان خصوصیتوں اور فضیلتوں کی بنا پر یہ قدر والی رات ہے ، یا پھر یہ معنی ہے کہ جو بھی اس رات بیدار ہو کر عبادت کرے گا وہ قدر و شان والا ہوگا ، قدر کا معنی تنگی بھی کیا گیا

ہے ، یعنی اس کی تعیین کا علم خفیہ رکھا گیا ہے ۔

خلیل بن احمد کا کہنا ہے : لیلة القدر کو قدر والی رات اس لیے کہتے ہیں کہ : اس رات فرشتوں کی کثرت کی وجہ سے زمین تنگ ہو جاتی ہے ، یعنی قدر تنگی کے معنی میں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

{ اور جب اللہ تعالیٰ اسے آزمائش میں ڈالتا ہے تو اس پر اس کے رزق کو تنگ کر دیتا ہے { الفجر ( 16 ) -

تو یہاں پر قدر کا معنی ہے کہ اس کا رزق تنگ کر دیا جاتا ہے ۔

اور ایک قول یہ بھی ہے کہ : لیلة القدر القدر کے معنی میں ہے یعنی دال پر زبر ہے جس کا معنی تقدیر ہے ، وہ اس لیے کہ اس رات میں پورے سال کے احکام کی تقدیر لکھی جاتی ہے ، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

{ اس رات میں ہر حکمت والے کام کی تقسیم ہوتی ہے { اور اس لیے بھی کہ اس رات میں تقادیر لکھی اور بنائی جاتی ہیں ۔

تو اللہ تعالیٰ نے اس رات کی جلالت اور قدر و منزلت اور مقام مرتبہ کی بنا پر اس کا نام لیلة القدر رکھا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس رات کی بہت قدر منزلت اور مرتبہ ہے اور اس میں کثرت سے گناہ بخشے جاتے ہیں اور عیوب پر پردہ ڈالا جاتا ہے ، لہذا یہ رات مغفرت کی رات بھی ہے ۔

جیسا کہ صحیحین کی حدیث میں ہے ، ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

( جو بھی لیلة القدر میں ایمان اور اجر و ثواب کی نیت سے قیام کرے اس کے پہلے سارے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں )  
- صحیح بخاری حدیث نمبر ( 1910 ) صحیح مسلم حدیث نمبر ( 760 ) -

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اس رات کو کچھ خصوصیات سے نوازا ہے :

1 - لیلة القدر میں قرآن مجید کا نزول ہوا ، جیسا کہ اوپر بیان بھی کیا جا چکا ہے ، ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیرہ کہتے ہیں : اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے قرآن مجید کی بارگاہ اور مکمل طور لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر بیت العزۃ میں نازل کیا گیا ، پھر اس کے بعد نبوت کی تئیس سالہ زندگی میں حسب ضرورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا گیا ۔

دیکھیں تفسیر ابن کثیر ( 529 / 4 ) -

2 - اللہ تعالیٰ نے اس کا وصف بیان کیا ہے کہ یہ رات ہزار مہینہ سے بھی بہتر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

{ قدر والی رات ایک ہزار مہینہ سے بہتر ہے } { القدر (3) } -

3 - اللہ تعالیٰ نے اسے بابرکت رات بھی قرار دیا ہے :

فرمان باری تعالیٰ ہے :

{ یقنا ہم نے اس قرآن مجید کو بابرکت رات میں نازل فرمایا ہے } { الدخان (3) } -

4 - اس رات میں فرشتے اور روح نزول کرتے ہیں : یعنی اس رات کی کثرت برکت کی بنا پر فرشتوں کی کثیر تعداد نزول کرتی ہے ، اور پھر فرشتے تو برکت اور رحمت کے نزول کے ساتھ نازل ہوتے ہیں ، جیسا کہ قرآن مجید کی تلاوت کے وقت بھی فرشتے اتر کر وعظ و نصیحت اور قرآن پڑھنے والوں پر حلقہ بنا لیتے ہیں اور سچے طالب کے لیے تعظیماً اپنے پر بچھاتے ہیں -

دیکھیں : تفسیر ابن کثیر ( 4 / 531 ) اور روح جبریل امین علیہ السلام کے ساتھ خاص ہے اور ان کے شرف مرتبہ کی بنا پر صرف انہیں ذکر کیا ہے -

5 - اللہ تعالیٰ نے اس رات کو سلامتی کا وصف بھی دیا ہے ، یعنی یہ رات شیطان سے سلیم رہتی اور شیطان اس میں کچھ بھی اذیت پہنچانے اور برائی کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے ، جیسا کہ امام مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ کا بھی یہی قول ہے دیکھیں تفسیر ابن کثیر ( 4 / 531 ) -

اسی طرح اس میں سزا اور عذاب سے بھی سلامتی کثرت سے ہوتی ہے کیونکہ بندہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مشغول رہتا ہے -

6 - اس رات میں ہر حکمت والا کام تقسیم ہوتا ہے : { الدخان (4) }

یعنی ہر کام لوح محفوظ سے لکھنے والے فرشتوں کی طرف منتقل ہوجاتا ہے کہ سارے سال میں اموات اور رزق اور جو کچھ سال کے آخر تک ہوگا وہ سب لوح محفوظ سے منتقل ہوجاتا ہے ، اور ہر امر محکم ہوتا ہے اس میں کسی بھی قسم کا تغیر و تبدل نہیں ہوتا - دیکھیں تفسیر ابن کثیر ( 4 / 137 - 138 ) -

اور یہ سب کچھ پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے لکھا ہوا ہے اور اس کا علم بھی پہلے سے ہی اس کے پاس ہے ، لیکن جو کچھ وقوع پذیر ہونے والا ہے وہ فرشتوں پر ظاہر ہوجاتا ہے اور اللہ تعالیٰ انہیں اسے سرانجام دینے کا حکم دیتا

ہے اور فرشتوں کا کام بھی یہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کریں ۔

دیکھیں : شرح صحیح مسلم للنووی ( 57 / 8 ) ۔

7 - لیلة القدر میں ایمان اور اجر و ثواب کی نیت سے قیام کرنے والے شخص کے پچھلے تمام گناہ اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے ، جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث میں بھی اس کا ثبوت پایا جاتا ہے :

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

( جس نے بھی ایمان اور اجر و ثواب کی نیت سے رمضان المبارک کے روزے رکھے اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں ، اور جو شخص بھی لیلة القدر میں ایمان اور اجر و ثواب کی نیت سے قیام کرے اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں ) متفق علیہ ۔

قولہ : ( ایمانا واحتسابا ) یعنی اللہ تعالیٰ کے وعدہ اجر و ثواب کی تصدیق اور اجر حاصل کرنے کے لیے قیام کرے ، نہ کہ کسی اور غرض اور یا پھر ریاء وغیرہ کے لیے ۔ دیکھیں فتح الباری ( 4 / 251 ) ۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اس رات کی شان میں ایک سورۃ نازل فرمائی جو قیامت تک پڑھی جاتی رہے گی ، اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے اس رات کی قدر و منزلت اور شان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا :

{ یقیناً ہم نے اسے قدر والی رات میں نازل فرمایا ہے ، تو کیا سمجھا کہ قدر والی رات کیا ہے ؟ قدر والی رات ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے ، اس میں ہر کام کو سرانجام دینے کے لیے فرشتے اور جبریل اپنے رب کے حکم سے اترتے ہیں ، یہ رات سراسر سلامتی کی ہوتی ہے اور فجر کے طلوع ہونے تک رہتی ہے { القدر ( 1 - 5 ) ۔

لہذا اللہ تعالیٰ کا فرمان : { تو کیا سمجھا کہ قدر والی رات کیا ہے } اس رات کی عظمت اور شان بیان کرنے کے لیے ہے ۔

قولہ : { قدر والی رات ایک ہزار رات سے بہتر ہے } یعنی اس رات میں کی گئی عبادت تراویح 83 برسوں کی عبادت سے بھی زیادہ بہتر ہے ، یہ بہت ہی بڑا فضل ہے جس کی قدر صرف اللہ رب العالمین ہی جانتا ہے ۔

اور اس میں مسلمان کے لیے اس رات کی عبادت کرنے میں ترغیب اور اس میں قیام کرنے پر تشجیع بھی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے عبادت کرے ، اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی خاص کر اس رات کو بہت زیادہ تلاش کیا کرتے تھے ، اور وہ خیر و بھلائی میں سبقت لے جانے والے اور اپنی امت کے لیے قدوہ و اسوہ اور آئندہ تھے جنہوں نے اعتکاف کر کے اس رات کو تلاش کیا ۔

اس رات کو رمضان اور خاص کر اس کے آخری عشرہ میں تلاش کرنا مستحب ہے ، اس کا ذکر حدیث میں بھی ملتا ہے :

ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کے پہلے عشرہ کا ایک ترکی قبے ( خیمہ اور گول عمارت کو قبہ کہا جاتا ہے ) میں اعتکاف کیا اور پھر دوسرے عشرے کا اعتکاف کیا اس کے دروازے پر چٹائی تھی -

ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ سے چٹائی پکڑ کر قبے کے کی ایک طرف کی اور اپنا سر نکال کر لوگوں سے کلام تولوگ ان کے قریب ہوئے تو آپ نے فرمایا :

( میں نے یہ رات تلاش کرنے کے لیے پہلا عشرہ اعتکاف کیا پھر درمیانہ عشرہ بھی اعتکاف کیا پھر میرے پاس نیند میں گئی اور کہا گیا یہ رات آخری عشرہ میں ہے ، لہذا تم میں سے جو بھی اعتکاف کرنا چاہے وہ اعتکاف جاری رکھے تولوگوں نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اعتکاف کیا -

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : مجھے یہ طاق رات میں دکھائی گئی ہے اور میں اس رات کی صبح پانی اور کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں ، اکیسویں رات صبح تک قیام کرتے رہے اور آسمان سے بارش بھی نازل ہوئی تو مسجد ٹپکنا شروع ہوگئی ، میں نے پانی اور کیچڑ دیکھا ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر سے فارغ ہونے کے بعد نکلے تو ان کی پیشانی اور ناک پانی اور کیچڑ میں لٹھڑا ہوا تھا ، اور یہ آخری عشرہ میں اکیسویں رات تھی ) صحیح مسلم حدیث نمبر (1167)

اور ایک روایت میں ہے کہ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں :

( اکیسویں رات ہم پر بارش برسی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھانے والی جگہ سے مسجد ٹپکنے لگی ، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر پڑھا کر نکلے تو میں میں آپ کا چہرہ مبارک پانی اور کیچڑ میں لٹھڑا ہوا دیکھا ) متفق علیہ

اور امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی حدیث ہی روایت بیان کی ہے لیکن اس میں وہ کہتے ہیں کہ : ( ہم پر تئیسویں رات بارش برسی ) -

اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

( اسے رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں تلاش کرو ، باقی نو رہ جائیں تو ، باقی سات رہ جائیں ، باقی پانچ رہ جائیں تو ) صحیح بخاری ( 260 / 4 ) -

لیلة القدر آخری عشرہ میں ہی آتی ہے جیسا کہ اوپر والی حدیث میں بیان ہوا اور اسی طرح عائشہ اور ابن عمر رضی اللہ

تعالیٰ عنہما کی حدیث میں بھی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

( رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں لیلة القدر تلاش کرو ) -

دیکھیں حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا صحیح بخاری ( 4 / 259 ) اور حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما صحیح

مسلم ( 2 / 823 ) اور مندرجہ بالا الفاظ حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہیں -

اور آخری عشرہ میں بھی طاق راتوں میں یقینی ہے کیونکہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

( آخری عشرہ کی طاق راتوں میں لیلة القدر تلاش کرو ) صحیح بخاری ( 14 / 259 ) -

اور بالذات طاق راتوں میں یعنی اکیسویں ، تیسویں ، چیسویں ، ستائسویں ، اور انتیسویں رات ، صحیحین میں حدیث

وارد ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

( اس رات کو آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو ) صحیح بخاری حدیث نمبر ( 1912 ) اور ( 1913 ) صحیح

مسلم حدیث نمبر ( 1167 ) اور ( 1165 ) -

اور حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

( لیلة القدر رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کرو ، باقی نو رہ جائے تو ، باقی سات رہ جائیں تو ، باقی پانچ رہ جائیں تو

( صحیح بخاری حدیث نمبر ( 1917 - 1918 ) - لہذا لیلة القدر کا طاق راتوں میں پایا جانا زیادہ یقینی اور لائق ہے -

اور صحیح بخاری میں عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ : نبی صلی اللہ علیہ

وسلم ہمیں لیلة القدر کا بتانے نکلے تو مسلمانوں میں سے دو شخص تنازع کرنے لگے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا :

( میں تو تمہیں لیلة القدر کا بتانے نکلاتا لیکن فلاں فلاں شخص تنازع اور جھگڑا کرنے لگے تو یہ اٹھا لی گئی ،

اور ہو سکتا یہ تمہارے لیے بہتر ہو ، لہذا تم اسے نوں ، ساتویں ، پانچویں میں تلاش کرو ) صحیح بخاری حدیث نمبر (

1919 ) یعنی طاق راتوں میں تلاش کرو -

اور اس حدیث میں تنازع اور جھگڑے کی نحوست کا بیان ملتا ہے ، اور خاص کر دین کے معاملہ میں تنازع کرنا ، اور یہ

خیرو بھلائی میں کمی اور اس کے اٹھ جانے کا سبب ہے -



شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں :

( لیکن طاق ماضی کے اعتبار سے ہوتواس طرح اکیس ، تئیس ، پچیس ، ستائیس اورانتیس کی رات بنے گی ، اوربقیہ کے اعتبارسے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

( نوباقی رہنے ، سات باقی رہنے ، پانچ باقی رہنے ، تین باقی رہنے میں ) -

تواس بنا پراگر مہینہ تیس کا ہوتویہ راتیں طاق کی بجائے دھائی والی راتیں ہونگی اوربائیسویں رات نوباقی بچنے میں ہوگی اورسات باقی بچنے میں چوبیسویں رات بنے گی ، ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحیح حدیث میں یہی تفسیر کی ہے -

اورنبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مہینہ میں ایسے ہی قیام کیا لہذا جب معاملہ ایسا ہی ہو تومومن کے لیے ضروری ہے کہ وہ لیلة القدر کو پورے آخری عشرہ میں ہی تلاش کرے ) شیخ الاسلام رحمہ اللہ کے کلام کا مقصود ختم ہوا -

دیکھیں : مجموع الفتاویٰ الكبرى ( 25 | 284 - 285 ) -

اورلیلة القدر کی آخری سات راتوں میں زیادہ امید کی جاسکتی ہے ، اسی لیے ابن عمررضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے کہ کچھ صحابہ کرام کوخواب میں لیلة القدر آخری سات دنوں میں دکھائی گئی ، تورسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

( میرے خیال میں آخری سات راتوں کے بارہ میں تمہاری خوابیں متفق ہیں ، لہذا جوہی لیلة القدر تلاش کرنا چاہے وہ آخری سات راتوں میں تلاش کرے ) صحیح بخاری حدیث نمبر ( 1911 ) صحیح مسلم حدیث نمبر ( 1165 )

اورمسلم شریف کی روایت میں ہے کہ :

( اسے آخری عشرہ میں تلاش کرو ، اگر تم میں سے کوئی ایک عاجز آجائے یا کمزور جائے تواسے آخری سات راتوں میں لازمی تلاش کرنی چاہیے ) -

اورستائیسویں رات میں تواس کی اوربھی زیادہ امید کی جاسکتی ہے ، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے : امام احمد نے ابن عمررضی اللہ تعالیٰ عنہ اورامام ابوداؤد رحمہ اللہ تعالیٰ نے معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

( لیلة القدر ستائیسویں رات ہے ) مسند احمد ، سنن ابوداؤد حدیث نمبر ( 1386 ) -

اکثر صحابہ اور جمہور علماء کرام کا مذہب یہی ہے کہ لیلة القدر ستائیسویں رات ہی ہے ، حتیٰ کہ ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ استثناء کے بغیر حلفاً کہا کرتے تھے کہ لیلة القدر ستائیسویں رات ہی ہے ، زر بن حبیش رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ میں نے کہا اے ابومنذر آپ ایسے کس وجہ سے کہتے ہیں ؟

وہ کہنے لگے : اس نشانی اور علامت کی بنیاد پر جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتائی تھی ، وہ یہ ہے کہ : اس دن سورج طلوع ہوگا تو اس میں شعاع اور تمازت نہیں ہوتی - اسے امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے روایت کیا ہے دیکھیں صحیح مسلم ( 2 / 268 )

ستائیسویں کی تعیین میں بہت ساری مرفوع احادیث مروی ہیں :

اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی یہی کہا ہے کہ : ( یہ ستائیسویں رات ہی ہے ) اور کچھ امور سے ایک عجیب و غریب استنباط کیا ہے ، بیان کیا جاتا ہے کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کو جمع کیا اور ان کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھی جمع کیا جو کہ ابھی بچے یعنی چھوٹی عمر کے تھے تو صحابہ کرام کہنے لگے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو ہمارے بچوں کی طرح ہے آپ اسے ہمارے ساتھ کیوں جمع کر رہے ہیں ؟

تو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں فرمایا :

اس نوجوان کا دل عقلمندوں کا اور زبان سوال والی ہے ، پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لیلة القدر کے بارہ میں سوال کیا تو وہ سب کہنے لگے رمضان کے آخری عشرہ میں ہے ، تو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے متعلق ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا تو وہ کہنے لگے :

مجھے علم ہے کہ یہ کونسی ہے ، یقیناً یہ ستائیسویں رات ہے ، تو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا آپ کو کیسے علم ہوا ؟

تو وہ کہنے لگے : اللہ تعالیٰ نے سات آسمان بنائے ، اور زمینیں بھی سات ہی بنائیں ، اور دن بھی سات ہی بنائے ، اور انسان کو بھی سات سے پیدا فرمایا ، اور طواف بھی سات چکر بنائے ، اور سعی بھی سات چکر ہی ہیں ، اور رمی جمرات بھی سات کنکریاں ہیں -

تو ان استنباطات کی بنا پر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما یہی خیال کرتے تھے کہ لیلة القدر ستائیسویں رات ہی ہے ، اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ بات ثابت ہے -

اور ان امور میں سے جن سے یہ استنباط کیا جاتا ہے کہ لیلة القدر ستائیسویں رات ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کا کلمہ ہے جس میں یہ ہے :

{ تنزل الملائكة والروح فيها } اس میں فرشتے اور روح اترتے ہیں - یہ سورة القدر کا ستائیسواں کلمہ ہے -

لیکن اس پر کوئی شرعی دلیل نہیں ، اس لیے اس طرح کے حسابات کی کوئی ضرورت نہیں ہے ، اس لیے کہ ہمارے پاس شرعی دلائل ہیں جو ہمیں اس سے مستغنی کر دیتے ہیں -

لیکن غالباً یہی ہے کہ ستائیسویں رات لیلة القدر ہوتی ہے واللہ اعلم ، لیکن یہ مستقل نہیں بلکہ اس میں تبدیلی ہوتی ، بعض اوقات اکیسویں رات ہوتی ہے جیسا کہ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مندرجہ بالا حدیث میں ہے -

اور بعض اوقات تیسویں رات ہوتی ہے جیسا کہ عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے اس کا بیان ہو چکا ہے ، اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

( لیلة القدر کورمضان المبارک کے آخری عشرہ میں تلاش کرو ، باقی نو رہ جائیں ، باقی سات رہ جائیں ، باقی پانچ رہنے پر ) صحیح بخاری ( 260 / 4 ) -

اور بعض علماء کرام نے تو اسے راجح قرار دیا ہے کہ لیلة القدر ہر سال ہی کسی ایک معین رات میں نہیں ہوتی بلکہ منتقل ہوتی رہتی ہے ، امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں :

( اس میں صحیح احادیث کے تعارض کی بنا پر ظاہر ، صحیح اور مختار یہی ہے یہ منتقل ہوتی رہتی ہے ، اور انتقال کے بغیر احادیث میں جمع ممکن نہیں ) دیکھیں المجموع للنووی ( 450 / 6 ) -

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے لیلة القدر کو چھپایا اور مخفی اس لیے رکھا ہے کہ اس کے بندے اسے تلاش کرنے کی تگ و دو کریں اور عبادت کرنے کی کوشش کریں ، جیسا کہ جمعہ کے دن اس گھڑی کو خفیہ اور پوشیدہ رکھا گیا ہے جس میں دعا قبول ہوتی ہے -

لہذا مسلمان پر واجب اور ضروری ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کرتے ہوئے ان آخری دس دن اور رات لیلة القدر کی تلاش کے لیے عبادت کریں اور اللہ تعالیٰ سے دعا اور اس کی جانب التجائیں کریں -

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا : اے اللہ تعالیٰ کے رسول مجھے کیا کہنا ہے ؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

( اللهم إنک عفو کریم تحب العفو فاعف عني ) اے اللہ تو معاف کرنے والا کرم والا ہے اور معافی کو پسند کرتا ہے لہذا مجھے معاف کر دے -

مسند احمد ، سنن ترمذی حدیث نمبر ( 3513 ) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر ( 3850 ) اس کی سند صحیح ہے -

سوم : اس میں اعتکاف کی خصوصیت پائی جاتی ہے سال کے باقی دنوں میں نہ ہونے کے باعث اسے زیادہ فضیلت حاصل ہے ، اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت فرمانبرداری کے لیے مسجد میں ٹھہرنے کا نام اعتکاف ہے ، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو اس آخری عشرہ کا اعتکاف بھی کیا کرتے تھے ۔

جیسا کہ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سابقہ حدیث میں ہے کہ : ( نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے عشرہ کا اعتکاف کیا پھر دوسرے عشرہ کا بھی اعتکاف کیا ، اور پھر انہیں بتایا کہ وہ لیلة القدر تلاش کر رہے تھے ، اور یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری عشرہ میں لیلة القدر دکھائی گئی ہے ) ۔

اور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی فرمان ہے :

( جو میرے ساتھ اعتکاف کر رہا تھا اسے چاہیے کہ وہ آخری عشرے کا اعتکاف بھی کرے ) ۔

اور عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ : نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف کرتے رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں فوت کر دیا ، پھر ان کے بعد ان کی ازواج مطہرات نے بھی اعتکاف کیا ۔ متفق علیہ ۔

اس کے علاوہ بخاری و مسلم نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی اس جیسی حدیث بیان کی ہے ۔

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب اعتکاف کرنا چاہتے تو نماز فجر کے بعد اپنی خاص اعتکاف والی جگہ میں داخل ہوجاتے ۔ صحیح بخاری و مسلم ۔

آئمہ اربعہ وغیرہ رحمہم اللہ کا کہنا ہے کہ : نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم غروب شمس سے قبل داخل ہوتے تھے ، انہوں نے حدیث کی تاویل یہ کی ہے کہ نماز فجر کے بعد داخل ہونے کا معنی یہ ہے کہ : وہ اپنے اعتکاف والی جگہ میں داخل ہوئے اور انقطاع اور خلوت اختیار کر لی ، یہ نہیں کہ اعتکاف کے وقت کی ابتداء ہے ۔ دیکھیں شرح مسلم للنووی ( 68 / 8 - 69 ) اور فتح الباری ( 4 / 277 ) ۔

اعتکاف کرنے والے کے لیے مسنون ہے کہ وہ اطاعات میں مشغول رہے ، اور اس پر اعتکاف کی حالت میں بیوی سے جماع اور بوس و کنار کرنا حرام ہے اس لیے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

{ اور تم عورتوں سے اس وقت مباشرت نہ کرو جبکہ تم مسجدوں میں اعتکاف کی حالت میں ہو } البقرة ( 177 ) ۔

اور اعتکاف کرنے والے کو بغیر کسی ضرورت کے مسجد سے باہر نہیں نکلنا چاہیے اور ضرورت بھی ایسی ہو جس کے بغیر رہا نہ جاسکے ۔

لیلة القدر پہچاننے کی علامات اور نشانیاں :

پہلی علامت :

صحیح مسلم شریف میں ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ لیلة القدر کی علامات میں یہ بھی ہے کہ اس صبح سورج طلوع ہو تو اس میں تمازت نہیں ہوتی - صحیح مسلم حدیث نمبر ( 762 ) -

دوسری علامت :

صحیح ابن خزیمہ اور مسند طیالسی میں صحیح سند کے ساتھ مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :  
( لیلة القدر معتدل نہ توگرم اور نہ ہی سرد ہوتی ہے ، اس دن صبح سورج کمزور اور سرخ طلوع ہوتا ) یعنی تمازت نہیں ہوتی - صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر ( 2912 ) مسند الطیالسی -

تیسری علامت :

امام طبرانی نے حسن سند کے ساتھ وائلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث بیان کی ہے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

( لیلة القدر روشن رات ہوتی ہے نہ توگرم اور نہ ہی سرد ہوتی اور اس میں کوئی ستارہ نہیں پھینکا جاتا ، یعنی شہاب ثاقب نہیں گرتا ) اسے طبرانی کبیر میں روایت کیا گیا ہے ، دیکھیں مجمع الزوائد ( 3 / 179 ) مسند احمد -

لیلة القدر کی نشانیوں میں یہ تین احادیث صحیح ہیں ، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جس نے بھی لیلة القدر کو پالیا اور اس میں قیام کیا وہ اسے حاصل بھی گئی ہے ، بلکہ اس میں معتبر تو اخلاص نیت اور کوشش ہے ، چاہے اسے علم ہو یا نہ ہو ، اور بعض اوقات ہوسکتا ہے کہ جنہیں اس کا علم بھی نہیں ہوسکا وہ اپنے اجتہاد اور کوشش کی بنا پر اللہ تعالیٰ کے ہاں لیلة القدر کو جاننے والوں سے کئی درجہ افضل اور بہتر ہوں -

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ ہمارے روزے اور قیام قبول منظور فرمائے ، اور اپنے ذکر و شکر اور حسن عبادت پر معاونت فرمائے - آمین -

اور اللہ تعالیٰ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی رحمتوں کا نزول فرمائے ، آمین یا رب العالمین